بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

عقد حضرت ام کلثوم بنت علیؑ

میر مراد علی خان

وہ لوگ جن کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ کسی نہ کسی طرح عظمت آل محمد کو گھٹائیں اور خود ساختہ حدیثوں کے ذریعہ اپنی خود ساختہ ہستیوں کو بلند کریں انھوں نے ایک اور افسانہ گھڑا کہ حضرت عمر نے اپنے خلافت کے آخری دور میں ۱۷ھ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی نواسی اور حضرت فاطمہؑ زہرا کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؑ سے عقد کیا تھا۔ تحقیق کی جائے تو یہ افسانہ ویسا ہی ہے جیسے اور دیگر افسانے وضع کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ ۲۰ھ میں حضرت عمر فوت ہوئے اس وقت اُن کی عمر ۶۳ سال بتائی جاتی ہے۔

چنانچہ اپنے اس دعوی کی تائید میں صحیح بخاری کتاب المغازی باب ام سلیط سے یہ حدیث پیش کرتے ہیں: **حدثنا يحيى بن بكير حدثنا الليث عن يونس، عن ابن شهاب، وقال ثعلبة بن أبى مالك: إن عمر بن الخطاب قسم مروطا بين نساء من نساء أهل المدينة فبقى منها مرط جيد، فقال له بعض من عنده: يا أمير المؤمنين أعط هذا بنت رسول الله ﷺ التى عندک، يريدون أم كلثوم بنت على.** حضرت عمر جب مدینہ میں چادریں عورتوں میں تقسیم کر رہے تھے جب ایک چادر بچ رہی تو جو لوگ اُن کے پاس بیٹھے تھے اُن میں سے کسی نے (اُن کا نام معلوم نہیں) یوں کہا: امیر المؤمنین یہ چادر آپ آنحضرت ﷺ کی بیٹی کو دے دیجئے یعنی ام کلثوم بنت علی۔ جواب میں حضرت عمر نے کہا: نہیں یہ میں ام سلیط کو دوں گا جنہوں نے احد میں زخمیوں کو پانی پلایا تھا۔ تیسیر الباری صحیح بخاری اردو جلد ۵ ص ۳۲۱۔ مترجم نے **عندک** کے معنی یہ بتلائی کہ جو آپ کے پاس ہیں۔ اس روایت میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ ام کلثوم وہ جو زوجہ ہیں حضرت عمر کی یا آپ کی زوجہ ام کلثوم کو۔ اس **عندک** سے یہی اخذ ہوتا ہے کہ جو چادر (**عندک**) آپ کے پاس ہے یعنی بچ گئی ہے وہ بنت رسول ﷺ کو دیدے دیجئے۔ اس روایت سے یہ بالکل واضح ہے کہ ام کلثوم زوجہ حضرت عمر نہیں ہوسکتی اس لئے کہ کسی کا سفارش کرنا یہ بتلا رہا ہے کہ حضرت عمر کو اس کا علم نہیں تھا کہ اپنی زوجہ ام کلثوم کو چادر کی ضرورت ہے، اور یہ زوجہ تھیں تو حضرت عمر کے گھر کے حالات کا دوسرے کو کیسے علم ہوتا؟۔ چنانچہ اس سفارش کے جواب میں حضرت عمر نے کہا: نہیں یہ میں ام سلیط کو دوں گا جنہوں نے احد میں زخمیوں کو پانی پلایا تھا۔ یہ پانی پلانا حضرت عمر کا چشم دید واقعہ نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ ثابت ہے کہ حضرت عمر نے احد میں فرار اختیار کیا تھا اور دور ایک پہاڑ پر بکری کی طرح کود رہے تھے۔

كان يوم أحد هزمنا ففرت حتى صعدت الجبل عمر ابن خطاب کہا کہ جب ہم کو احد کے دن ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم سب بھاگ گئے یہاں تک کہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس طرح اچھل کود رہا ہوں جیسے بکری کودتی ہے۔ تفسیر درمنثور سیوطی ج ۲ ص ۸۸؛ جامع البیان طبری ج ۴ ص ۱۹۳؛ کنز العمال ج ۲ ص ۳۷۶۔

استعیاب ص ۳۶۵ ج ۲ **حافظ ابو عمر معروف به ابن عبد البر قرطبی** متوفی ۴۰۳ھ نے دو سلسلوں سے اس عقد والی روایت کو نقل کیا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ مکمل راویوں کے ساتھ اور کتابوں میں یہ حدیث نہیں ملی اس لئے صرف اس کتاب کے راویوں پر تبصرہ کرنا مناسب ہے۔

پہلی روایت یوں ہے:۔

پہلی روایت ہے۔ حدثنا عبد الوارث حدثنا قاسم حدثنا الخشني حدثنا ابن أبي عمر حدثنا سفيان عن عمرو بن دينار عن محمد بن علي أن عمر بن الخطاب خطب إلى علي ابنته أم كلثوم فذكر له صغرها فقيل له: إنه ردک فعاوده

فقال له علي : أبعث بها إليك فإن رضيت فهي امرأتك فأرسل بها إليه فكشف عن ساقها فقالت: مه والله لولا أنك أمير المؤمنين للطمت عينك . ۔

عمرابن خطاب نے علیؑ سے اُن کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا تو انھوں نے نے فرمایا: کہ وہ ابھی چھوٹی ہیں ۔تو اُن سے کہا گیا: کہ علیؑ نے رشتہ مسترد کر دیا ہے تم دوبارہ رجوع کرو۔علیؑ فرمایا: میں انھیں تمھارے پاس بھیجتا ہوں اگر وہ راضی ہو جائیں تو تم انھیں اپنی بیوی بنالو۔علیؑ نے ام کلثوم کو عمر کے پاس بھیجا تو انھوں نے اُن کی پنڈلی کو برہنہ کر دیا۔ام کلثوم نے کہا: رک جاؤ اگر تم امیر المؤمنین نہ ہوتے تو میں تمھاری آنکھ پر تھپڑ مارتی۔

دوسری روایت یوں ہے:وذكر ابن وهب عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم عن أبيه عن جده أن عمر بن الخطاب تزوج أم كلثوم بنت علي بن أبي طالب على مهر أربعين ألفاً . **یہ کہ عمرابن خطاب نے ام کلثوم بنت علی سے عقد کیا چالیس ہزار مہر کے عوض۔**

أبو عمر : ولدت أم كلثوم بنت علي لعمر بن الخطاب زيد بن عمر الأكبر ورقية بنت عمر وتوفيت أم كلثوم وابنها زيد في وقت واحد وقد كان زيد أصيب في حرب كانت بين بني عدي ليلاً كان قد خرج ليصلح بينهم فضربه رجل منهم في الظلمة فشجه وصرعه فعاش أياماً ثم مات وهو وأمه في وقت واحد وصلى عليهما ابن عمر **قدمه الحسن بن علي وكانت فيهما سنتان فيما ذكروا لم يورث واحد منهما من صاحبه لأنه لم يعرف أولهما موتاً وقد زيد قبل أمه مما يلي الإمام** .ام کلثوم بنت علی جنم دیا عمرابن خطاب سے زید بن عمر اکبر اور رقیہ بنت عمر کو۔اور ام کلثوم اور اُنکا بیٹا زید ایک ہی وقت میں وفات پا گئے۔زید کو ایک جنگ میں زخم لگے جو بنی عدی کے درمیان ہوئی رات کے وقت وہ اس لئے نکلے تھے کہ اُن کے درمیان صلح کرائیں۔ایک شخص نے اندھیرے میں انھیں مارا اور اُن کے سر کو زمین پر پچھاڑ دیا۔کچھ دن زندہ رہے اس کے بعد وہ اُن کی والدہ ایک ہی دن میں انتقال کر گئے۔اور ابن عمر نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی ،حسن ابن علی نے انھیں آگے بڑھا دیا۔

مبصرین اور نقاد نے کسی بھی روایت کی صداقت کے لئے علم الرجال سے اس روایت کے راویوں کی تحقیق کرنا اہم جانا ہے۔

علامہ ذہبی کی کتاب میزان الاعتدال راویوں کی تحقیق کے سلسلے میں علم الرجال میں ایک مسلّما بےنظیر کتاب ہے۔لہذا اسی کتاب طبع دارالمعرفۃ بیروت لبنان کا سہارا لیتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:۔

پہلی روایت کے راوی ہیں عبد الوارث:اس سلسلے میں چھ عبدالوارث کا تذکرہ کیا گیا ہے میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۶۷۷ تا ۶۷۸۔

پہلے عبدالوارث کوفی ہیں ان سے کسی قاسم کی روایت کا ذکر ہی نہیں کیا گیا ہے۔اور بظاہر یہ کہ ابوعمر جو اس روایت سلسلے میں ہیں وہ قرطبہ کے رہنے والے تھے اور یہ یورپ میں واقع ہے ان کو اس عبدالوارث کی روایت نہیں پہنچ سکتی۔

دوسرے عبد الوارث بن سعيد :إلا أنه قدري متعصب لعنرو بن عبيد و كان حماد بن زيد ينهى المحدثين عن الحمل عنه للقدر۔ یہ کہ یہ فرقہ قدری سے تھا اور متعصب تھا اور حماد بن زید محدثین کو تاکید کرتے تھے کہ ان سے کوئی روایت نہیں لینا اس لئے کہ یہ قدری ہیں۔

تیسرے۔عبد الوارث بن صخر الحمصي ۔ مجهول یعنی ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں،

چوتھے۔عبدالوارث بن غالب: عن ثابت البناني : لا يعرف والخبر منكر۔ ان کو کوئی نہیں جانتا اور ان کی روایات سے انکار کیا جائے۔

پانچویں ۔ عبد الوارث :ضعفه الدار قطني۔قال الدار قطني : يصح هزا وقال الترمذي۔ عن البخاري: عبد الوارث منكر الحديث۔ وقال ابن معين: مجهول والحديث المذكور فرواه مندل:یعنی امام دارقطنی نے کہا کہ ان کے روایات ضعیف ہیں اور امام ترمذی نے بخاری سے بیان کیا

کہ عبدالوارث کے احادیث سے انکار ہے۔اور ابن معین نے انہیں مجھول کہا ہے۔
چھٹے عبدالوارث ہیں: قال الأ زدی لا یکتب حدیثه: لکھا ہے کہ ان کی بیان کردہ احادیث مت لکھو۔
راویان کی فہرست میں دوسرے قاسم ہیں ان کے ولدیت کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔اس لئے کچھ اس سلسلے میں تحقیق کرنے سے معذور ہیں مگر میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۶۸ تا ۳۸۳ میں ہر ایک نام کے ساتھ مجھول یا منکر، یا کذاب، خبیث لا یحتج به ۔ لیس بال متین لکھا ہے۔
تیسرے اس فہرست میں ہیں الخشنی
الحسن بن یحی الخشنی الدمشقی البلاطی: قال ابن معین: لیس بشیٔ؛ قال النسائی: لیس بثقة؛قال الدار قطنی: متروک؛ أخرجه ابن الجوزی فی الموضوعات۔ میزان الاعتدال جلد اول ص ۵۲۴ سلسله ۱۹۵۸ ۔مزید وضاحت درکار نہیں ہے۔
چوتھے اس فہرست میں ابن اَبی عمر:
عمر بن ریاح أبو حفص العبدی البصری۔ وهو عمر بن أبی عمر العبدی :قال الفلّاس: دجال=(Trash)؛قال الدار قطنی: متروک الحدیث؛ وقال ابن عدی: الضعف علی حدیثه بیّن۔ میزان الاعتدال ج۳ ص ۱۹۶ سلسله ۶۱۰۹۔
پانچویں راوی ہیں۔سفیان بن عینة :و کان یدلس(Fraud): مالک ابن عینة یخطی فی نحو:میزان الاعتدال ج۲ ص ۱۷۰ سلسله ۶۱۰۹۔
چھٹے راوی ہیں۔عمرو بن دینار: البصری: و هو مولی آل زبیر؛ قال أحمد بن حنبل: ضعیف قال ابن معین: ذاهب یعنی متروک؛ وقال مرة: لیس بشیٔ وقال النسائی: ضعیف۔میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۵۹ سلسله ۶۳۶۶۔
یہ تھے پہلے سلسلہ روایت کے راویان، ایک بھی ان میں کا قابل قبول نہیں ہے۔
دوسری روایت کے راویان پر غور کریں۔
ابن وهب یعنی عبد الله بن وهب بن مسلم؛ **میزان الاعتدال ج۲ ص ۵۲۱ سلسله ۴۶۷۷**۔ ان کی سال پیدائش ۱۲۵ھ ہے اور سال وفات ۱۹۷ھ یہ اُس موضوع حدیث کے راویان میں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھول کر چار رکعت نماز کو کم کردیا تھا اور جب ذی الیدین نے تصدیق کی تو آپ ﷺ نے سجدہ سہو کیا تھا۔صحیح مسلم کتاب المساجد والمواضع ج ۵ ص ۲۷۔اور امام نووی نے شرح میں لکھا کہ ذی الیدین غزوۂ بدر میں شہید ہو چکے تھے اس لئے یہ حدیث موضوع ہے۔
دوسرے اس سلسلے میں ہیں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم العمری:
عبدالرحمٰن بن زید:
قال ابو یعلی الموصلی: سمعت یحیی بن معین یقول: بنو زید بن أسلم لیس وا بشیٔ، وروی عثمان الداری، عن یحیی: ضعیف۔
وقال البخاری: عبد الرحمن ضعفه علی جدا۔ و قال النسائی: ضعیف۔ان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یحیی بن معین نے کہتے تھے کہ زید بن اسلم کے سب لڑکے بے حقیقت اور نا قابل التفات ہیں۔یہ بھی کہتے تھے کہ زید کے سب لڑکے روایات میں ضعیف ہیں اور بخاری نے کہا ہے کہ عبدالرحمٰن کو علی نے بہت ضعیف کہا اور امام نسائی کہتے تھے کہ عبدالرحمٰن ضعیف راوی ہے۔میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۶۴ سلسلہ ۴۸۶۸۔
یہ تھے وہ راویان جنہوں نے عقد ام کلثوم کا افسانہ گھڑا۔
اب اس بات کی تحقیق کرنا ہے کہ حضرت عمر کی زوجہ ام کلثوم بعد حضرت عمر ابن خطاب کب تک زندہ رہیں۔اور حضرت ام کلثوم کی سال وفات کی تحقیق بھی

کر لی جائے تو تمام قصہ واضح ہو جائے گا۔

مورخین لکھتے ہیں أبو عمر : ولدت أم كلثوم بنت علي لعمر بن الخطاب زيد بن عمر الأكبر ورقية بنت عمر وتوفيت أم كلثوم وابنها زيد في وقت واحد وقد كان زيد أصيب في حرب كانت بين بني عدي ليلاً كان قد خرج ليصلح بينهم فضربه رجل منهم في الظلمة فشجه وصرعه فعاش أياماً ثم مات وهو وأمه في وقت واحد وصلى عليهما ابن عمر قدمه الحسن بن علي وكانت فيهما سنتان فيما ذكروا لم يورث واحد منهما من صاحبه لأنه لم يعرف أولهما موتاً وقد زيد قبل أمه مما يلي الإمام : جناب ام کلثوم کے بطن سے حضرت عمر کے فرزند زید اور رقیہ پیدا ہوئی اور ام کلثوم اور اُن کے فرزند نے ایک ہی دن انتقال کیا۔ اس سلسلے میں روایتیں ہیں ایک یہ کہ بعد قتل حضرت عمر یہ اور ان سے ایک فرزند زید دونوں ایک ہی وقت میں وفات پا گئے تھے اور اس وقت حضرت امام حسنؑ زندہ تھے اور امام حسنؑ نے عبداللہ ابن عمر کو نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے کیا۔ اصابہ ج ۸ ص ۲۷۵؛ استعیاب ج ۲ حالات ام کلثوم بنت علی؛ تاریخ خمیس ج ۲ ص ۳۱۸۔ طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۴۰ حالات ام کلثوم۔

واضح رہے کہ امام حسن ۴۹ھ یا ۵۰ھ تک باحیات تھے اس کا مطلب یہ نکلتا ہے حضرت ام کلثوم کی وفات ۴۹ھ سے قبل ہوئی تھی۔

حضرت ام کلثوم کا وجود واقع کربلا ۶۱ھ میں موجود رہنا ایک روشن بات ہے۔ چنانچہ مقتل ابی مخنف اور اخبار الطوال ابوحنیفہ الدینوری ترجمہ پروفیسر محمد منور طبع مرکزی اردو بورد لاہور ص ۴۰۹ کہ جب ولید نے بیعت یزید کے لئے امام حسینؑ کو بلوایا اور امام وہاں سے واپس ہوئے تو لکھتا ہے کہ: جب دن غروب ہوا اور رات تاریک ہوگئی تو حسینؑ نے بھی مکے کی راہ لی۔ ان کے ہمراہ اُن کی ہمشیرہ ام کلثوم، زینب، بھائی کے فرزند تھے اور بھائیوں میں سے ابوبکر، جعفر اور عباس تھے؛ روضۃ الاحباب ج ۲ ص ۵۸۵؛ اور شاہ عبدالعزیز دہلوی سر الشہادتین جس کی شرح اُن کے شاگرد نے تحریر الشہادتین کی ہے ہر ایک میں حضرت ام کلثوم کا ۶۱ھ میں رہنا ثابت ہے۔

اتدرون ای کبد فرثتم لرسول الله : حضرت ام کلثوم حضرت علی کی صاحبزادی نے کوفہ والوں سے فرمایا جب انہوں نے امام حسینؑ کو شہید کر دیا۔ ارے تم جانتے ہو تم نے رسولؐ اللہ کے کس جگر گوشہ کو پارہ پارہ کر دیا جس سے آنحضرتؐ کبیدہ خاطر ہوئے۔ النهاية في غريب الحديث ابن الاثير ج ۳ ص ۴۲۲، لسان العرب ج ۲، ص ۱۶۷۔ لغات الحدیث علامہ وحید الزمان حرف ''ف'' ص ۳۶۔

اس سلسلے میں مزید روایتیں بنائی گئیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

محمد بن جعفر بن أبي طالب هذا هو الذي تزوج أم كلثوم بنت علي بن أبي طالب بعد موت عمر بن الخطاب . استعياب ج ۲ ص ۶۰۔

یعنی محمد بن جعفر ابن ابی طالب نے ام کلثوم سے بعد وفات عمر ابن خطاب عقد کیا تھا۔

دوسری روایت یہ ہے قال ابن اسحاق : توفي عنها عمر تزوجها عون بن جعفر بن أبي طالب کہ بعد حضرت عمر آپ نے عون بن جعفر ابن ابی طالب سے عقد فرمایا۔ سیر اعلا النبلاء ذہبی ج ۳ ص ۵۰۱۔

طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۶۳ حالات ام کلثوم میں؛ السنن الكبرى البيهقي ج ۷ ص ۷۱؛ تاريخ ابن عساكر ج ۳ ص ۱۷۹۔ ثم خلف على أم كلثوم بعد عمر عون بن جعفر بن أبي طالب بن عبد المطلب فتوفي عنها ثم خلف عليها أخوه محمد بن جعفر بن أبي طالب بن عبد المطلب فتوفي عنها فخلف عليها أخوه عبد الله بن جعفر بن أبي طالب بعد أختها زينب بنت علي بن أبي طالب۔

عمر کے بعد اُن سے عون بن جعفر نے عقد کیا وہ بھی مر گئے تو اُن کے بھائی محمد بن جعفر نے اُن سے عقد کر لیا وہ بھی انتقال فرما گئے تو اُن کے بھائی عبداللہ بن جعفر کیونکہ اُسوقت زینب بنت علی انتقال کر چکی تھیں۔

قبل ازایں یہ واضح کر چکے ہیں کہ واقع کربلا میں حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم دونوں کا وجود ثابت ہے۔

یہ تمام روایتوں اس لئے قابل قبول نہیں کہ عون بن جعفر نے عمر ابن خطاب کے زمانہ میں تستر کی جنگ میں شھادت پائی۔ اُسد الغابۃ ج ۴ ص ۱۵۷ لکھتے ہی استشهد بتستر ؛ الا صابة ابن حجر عسقلانی ج ۴ ص ۶۱۸ سلسلہ ۶۱۲۲ میں مزید وضاحت سے لکھتے ہیں استشهد عون بن جعفر فی تستر و ذلک فی خلافة عمر۔ یعنی عون ابن جعفر تستر کی لڑائی میں خلافت عمر ابن خطاب میں شہید ہو گئے تھے۔

و أما عون بن جعفر فقتل بتستر۔المعارف تاليف أبی محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوری متوفی ۲۶۷ ھ ص ۱۱۹ طبع دار الکتب العلمية بيروت

محمد بن جعفر کے بارے میں انہیں کتابوں کے حوالے سے ۔ان محمد بن جعفر یکنی أبا القاسم قیل انه استشهد بتستر۔ محمد بن جعفر جن کی کنیت اَبا القاسم تھی تستر میں شہید ہو گئے تھے۔اُسد الغابۃ ج ۴ ص ۳۱۳۔

قول الواقدی إنه استشهد بتستر۔ واقدی کا قول ہے کہ یہ تستر کی جنگ میں شہید ہو گئے۔الاصابۃ ج ۴ ص ۷ سلسلہ ۷۷۸۰۔

واستشهد عون بن جعفر وأخوه محمد بن جعفر بتستر استعياب ج اول ص ۵۵۸

وقتل محمد بن جعفر بن أبي طالب شهيدًا علی تستر تاريخ كامل جلد ۲ ص ۲۵۵۔

واستشهد محمد بن جعفر بتستر :المعارف تاليف أبی محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوری متوفی ۲۶۷ ھ ص ۱۱۹ طبع دار الکتب العلمية بيروت۔

وتستر سنة عشرين في خلافة عمر بن الخطاب. استعياب ج اول ص ۶۱۔ تستر لڑائی ۲۰ھ میں خلافت عمر کے دور میں ہوئی تھی۔

المعارف تاليف أبی محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الد ينوری متوفی ۲۶۷ ھ ص ۱۲۲ طبع دار الکتب العلمية بيروت:

وكان سائر بنات علي عند ولد عقيل وولد العباس۔تمام بیٹیاں علی کے اولاد عقیل اور اولاد عباس سے بیاہی گئیں۔

مختصر یہ کہ ام کلثوم جن سے حضرت عمر نے ۱۷ھ میں عقد کیا تھا وہ حضرت علیؑ کی صاحبزادی نہیں ہوسکتیں۔اس کہانی کے وضع کرنے والوں نے اس سے حضرت عمر کی یہ غرض بیان کی کہ اُنھوں نے صرف خاندان رسولؐ سے قرابت پیدا کرنے کے لئے ایسا کیا۔لیکن اگر یہ عقد واقع ہوا ہوتا تو بعد کے خلفاء حضرت عمر کی طرح خاندان رسالت میں اپنی شادیاں کرنے کی کوشش بھی ضرور کرتے مگر کسی نے بھی ایسا نہیں کیا۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ اوروں نے اپنی اپنی بیٹیاں رسول ﷺ وآلہ اور آل رسول کو دے کر دنیا میں کافی فائدہ کمایا۔حضرت عائشہ بنت ابی بکر،حضرت حفصہ بنت عمر؛حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان۔مامون نے اپنی بیٹی امام محمد تقی سے بیاہ دی اور اپنی حکومت کو بچالیا۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين ، وصلی لله علی محمد وآله الطيبين الطاهرين